سید یونس الحسنی

بش کی جیت۔ صلیبیوں کا رُخِ جفا

ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے آمدہ تازہ اعداد وشمار کے مطابق مسٹر جارج واکر بش مزید چار سال کے لیے عہدہ صدارت پر متمکن رہیں گے۔ ان کی دوسری ٹرم کے لیے کامیابی دراصل امریکی عوام کی طرف سے اقوام عالم کو واضح پیغام ہے کہ اس مادر پدر آزاد سیکولر سوسائٹی میں رجعت پسندوں کی بالادستی پورے طمطراق کے ساتھ قائم وموجود ہے۔ امریکی معاشرہ اپنی تمام تر جدت طرازیوں کے باوجود بحیثیت مجموعی قدامت پسند بنیاد پرستوں اور انتہا پسند خونخواروں کے حق میں ہے۔ امن وآشتی کے قیام اور روشن خیالی کی ترویج کا نعرہ تو صرف دکھاوے کے طور پر خیالی پلاؤ پکانے کا ناٹک تھا۔ لگتا ہے یہ پورا سماج ہی عادروں کا ہے ورنہ افغانستان وعراق میں زمین کے طبقے آسمان پر اڑانے کی سزا مسٹر بش کو ضرور ملتی اور وہ کبھی بھی کامیاب نہ ہو پاتے۔ مگر حالات واقعات کی مدوجزری کیفیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکیوں نے کروسیڈ بننے کا فیصلہ کرلیا ہے اور وہ کسی بھی انسانی سیاسی اخلاقیات پر یقین رکھتے ہیں' نہ اس کے رسیا و پابند، امریکن سوسائٹی کے اس گھناؤنے پیش منظر کا عادلانہ تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

☆ بش کی کامیابی سے افغانستان وعراق کے مسلمان کی آزمائش طویل العمر ہوں گی اور غاصبوں کی کارروائیوں میں شدت پیدا ہوگی۔

☆ پیشگی حملے کے نظریے پر عملدرآمد سے نومنتخب صدر امریکہ عالمی امن تہ وبالا کرسکیں گے جیسا کہ غیر جانبدار مبصرین پہلے ہی بہ اصرار کہہ چکے ہیں۔

☆ پاکستان سمیت کوئی مسلمان ملک اتحادیوں کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکے گا جبکہ ایران، شام اور سوڈان پہلے ہی سے نشانے پر ہیں۔

☆ کروسیڈ کا نعرہ لگانے پر بش کی معذرت کے باوجود یہ غیر اعلانیہ طور پر جاری رہے گا جس سے مسلم دنیا کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

ماضی قریب میں مس اپرل بغداد میں عراقی سفیر کے طور پر متعین تھیں۔ انہوں نیو ورلڈ آرڈر پر عمل پیرا ہونے کے لیے امریکہ کو سنہری موقع مہیا کیا۔ عراق کو کویت پر حملہ کرنے کے لیے انگیخت کی پھر اپنی حکومت کے ذریعے غارت گری کا وہ کھیل کھیلا جو دنیا بھر کے صاحبانِ فہیم وادراک اور حاملین شعور وآگہی نے پردہ سکرین پر دیکھا اور انگشت بدنداں رہ گئے۔ بڑے بش نے عراقی سرزمین پر قبضے کے بعد اسے کئی زونوں میں تقسیم کردیا۔ تیل کی برآمد روک دی، طیاروں کی آمد ورفت پر پابندی لگادی۔ دوسرے ممالک سے تجارت بند کردی۔ حتیٰ کہ جان بچانے والی دوائیوں اور بچوں کے دودھ تک کی درآمد ختم کردی۔ نتیجہ لاکھوں معصوم شیر خواروں کو عدم آباد کا مسافر ہونا پڑا۔ کوئی فلاحی ادارہ، اقوام متحدہ، عرب لیگ اور اسلامی کانفرنس

تنظیم سانس ڈکارتک بھی نہ لے سکیں۔ درمیان میں ڈیموکریٹس کی حکومت آ گئی مگر حالات جوں کے توں رہے۔ پھر چھوٹے بش صاحب ادھورا کام مکمل کرنے آ براجے۔ اس صورت حال پر ایک مثال صادق آتی ہے کہ ایک آدمی مردوں کے کفن چرا لیا کرتے تھے۔ لوگ اسے حسب توفیق برا بھلا کہہ کر وقت گزار لیا کرتے تھے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسے موت نے آ لیا۔ اس کے بیٹے نے باپ کا کام سنبھالا تو ایک دن اسے خیال آیا کہ کفن چرانے کے بعد قبر میں کوئی نشانی بھی چھوڑنی چاہیے تاکہ لوگ میرے باپ کی طرح مجھے بھی فراموش نہ کر دیں۔ چنانچہ اس نے اپنے تخیل بد کو عملی جامہ پہنانے کی ایک گھناؤنی ترکیب سوچی۔ اب وہ یوں کرتا کہ کفن اتارنے کے بعد میت میں لکڑی کی میخیں ٹھونک دیتا۔ لوگ اپنے پیاروں کی حالتِ زار دیکھتے تو اسے بہت برا کہتے اور اس کے باپ کی تعریف کرتے کہ اسے کم از کم اتنا خیال تو تھا کہ صرف کپڑے پر گزارا کرتے اور میت کی بے حرمتی کرنے سے گریز پا رہتا تھا۔ اس کا بیٹا تو انتہائی ناہنجار و ناخلف ہے جو ایسی بداخلاقیوں کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ کفن چور جب اپنے باپ کی تعریف سنتا تو بہت خوش ہوتا کہ چلو کبھی بھی سہی لوگ اسے اچھے نام سے تو یاد کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ اس رسم بد کی ابتدا تو اس نے کی تھی۔ آج کی دنیا بش سینئر اور اس کے بیٹے سے متعلق ایسی ہی اذیت ناک کیفیت میں مبتلا ہے۔

چھوٹے بش کی جیت سے یہ حقیقت آشکار ہو گئی ہے کہ امریکی عوام نے بین الاقوامی معدنی دہشت گرد ٹولے کو ایک بار پھر مینڈیٹ دیا ہے کہ جس طرح بن پڑے اپنے ورلڈ آرڈر پر عملدرآمد کراؤ اور جو اس راہ میں رکاٹ بنے اسے صفحۂ ہستی سے مٹاؤ اور یہ ورلڈ آرڈر فی الحقیقت جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون ہے جو حاضر موجود دنیا کو اکیسویں صدی میں قرون مظلمہ کا نقشہ دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا۔ اس قانون کا اوّلین ہدف مسلم اُمہ ہے، جسے صلیبی اپنے صیہونی ساتھیوں کی ہم نوائی میں برائیوں یا بدیوں کا مرکز و محور گردانتے ہیں۔ طاقت ور امریکہ کے ذریعے وہ اس ''برائی'' سے زمین کو پاک کرنا اشد ضروری سمجھتے ہیں۔ اس جنگ کو وہ آرمیگڈون یعنی برائی کے خلاف آخری فیصلہ کن جنگ کا نام بھی دیتے ہیں۔ بش جونیئر نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بہانے یہ کام شروع کیا جائے گا، دوسرا شکار افغانستان اور تیسرا پھر عراق ہی بنا۔

حالیہ انتخابات میں بش ثانی کی جیت پر مسلم حکمران بغلیں بجا رہے ہیں۔ وہ امریکیوں کے حقیقت پسندانہ چناؤ پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسا رہے ہیں۔ ان کے لیے بش کمپنی کی کامیابی کی خبر بڑی خوشخبری کا درجہ رکھتی ہے لیکن ان ممالک کے عوام پر یہ خبر بجلی بن کر گری ہے۔ فی الوقت وہ مایوسیوں کے بحر مردار میں غوطے کھا رہے ہیں کیونکہ وہ تو امریکی رائے عامہ کو انتہائی بیدار مغز سمجھ بیٹھے تھے۔ وہ بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ بارِ دیگر بش کے آنے سے اُمتِ مسلمہ کے مصائب میں کمی نہیں اضافہ ہوگا۔ اسرائیل پہلے سے کہیں زیادہ سفاک ہو کر مظلوم فلسطینیوں پر ٹوٹ پڑے گا اور شنوائی بھی نہ ہوگی۔ وہ کچھ وقت کے لیے بھول گئے تھے کہ مسلمانوں کی نژادِ نو کو جدت پرستی، اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا سبق پڑھانے والے امریکی دانشور اس قدر شاطر، قابو چی اور خوئے بد ثابت ہوئے حالانکہ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم نے ان کی سازشوں کا پردہ چودہ صدیاں پیشتر ہی چاک کر دیا تھا کہ ''یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔''

خود ہمارے وطن عزیز میں بھی ایسی ہی کیفیات ہیں۔ جہاں تک حکمران طبقے کا تعلق ہے، بش کی کامیابی ان کے لیے کوئی نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس لیے یہ خود کو نہایت آسودہ اور مطمئن خیال کرتے ہیں۔ وجہ شاید یہ ہے کہ واشنگٹن اور اسلام آباد میں جس قدر قربت اس عہد نافرجام میں ہوئی ہے، اس سے پہلے کی تاریخ ایسی نظیر پیش کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ مگر عوام الناس بے چارے حرماں نصیب ہیں جو اپنی روشن خیال جدت پسند حکومت کے ہم قدم ہو کر اُمہ کے مصائب و آلام پر خندہ زنی نہیں کر سکتے۔ ان کی اپنی رائے اور سوچ تھی جو عالم برزخ میں رہ گئی اور بش صاحب جنرل پرویز، شیخ رشید اور ہم نواؤں کی دعائے نیم شبی کے طفیل کامیابی سے ہم کنار ہو گئے۔ ہاں مگر کچھ بڑے بوڑھے سوچوں میں ڈبکیاں لیتے ہوئے ایک ہی بات بار بار دہراتے ہیں کہ بش کی جیت دراصل مسلم اُمہ کے خلاف صلیبیوں کا رخِ جفا ہے۔ ''خدا محفوظ رکھے اس بلا سے''

مسافرانِ آخرت

☆**شیخ الحدیث مولانا محمد انور رحمتہ اللہ علیہ:** دار العلوم کبیر والہ کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا محمد انور ۱۹ ررمضان المبارک ۱۴۲۵ھ۔ ۳ رنومبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ میو ہسپتال لاہور میں بعارضہ جگر انتقال کر گئے۔ مرحوم، حضرت مولانا علی محمد رحمہ اللہ کے فرزند و جانشین تھے۔ اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین تھے اور تمام عمر تعلیم و تدریس دین کی خدمات انجام دیں۔

☆ ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب ڈاکٹر محمد سلیم سلیمی، انتقال: ۲۵ رنومبر ۲۰۰۴ء بروز جمعرات۔ ملتان

☆ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کے رفیقِ فکر جناب محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کی دادی مرحومہ، انتقال: ۱۲ رنومبر ۲۰۰۴ء۔ کراچی

☆ مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن جناب محمد ارسلان کی والدہ مرحومہ، انتقال: ۲۴ رنومبر ۲۰۰۴ء

☆ مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے کارکن جناب محمد عنایت کا نوعمر بیٹا، انتقال: نومبر ۲۰۰۴ء ☆ حاجی محمد صادق مرحوم، برطانیہ

☆ مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ چک ۹۶ (میلسی) کے کارکن حاجی محمد اقبال کے والد حاجی حسن دین مرحوم، انتقال: رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

دعائے صحت

☆ بنت امیر شریعت سیدہ اُم کفیل مدظلہا علیل ہیں۔ ☆ اہلیہ محترمہ جناب عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالا)

☆ ہمارے دیرینہ کرم فرما محترم پروفیسر محمود الحسن قریشی (ملتان) کے گردے کا آپریشن ہوا ہے۔

☆ مجلس احرار اسلام برطانیہ کے رہنما جناب شیخ عبدالواحد کی والدہ ماجدہ ☆ والدہ ماجدہ شفیع الرحمٰن احرار (ناظم مجلس احرار اسلام کراچی)

☆ مجلس احرار اسلام شہلی غربی (حاصل پور) کے ناظم جناب حافظ محمد کفایت اللہ کچھ عرصہ سے شدید علیل ہیں۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی شفایابی کے لیے دعا فرمائیں۔